

مجهول راویوں کی بیان کردہ روایات کا کوئی اعتبار نہیں۔“ (الثقات: 278/8)

⑩ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے کہ:

فَرَقِي بِبَلَالٍ عَلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ. ”بلال رضی اللہ عنہ کعبہ کی چھت پر چڑھ گئے۔“

(أخبار مكة للفاكهي، ص: 186)

تبصرہ:

یہ سخت ترین ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① محمد بن عبدالعزیز بن عمر زہری راوی ”ضعیف، متروک، منکر الحدیث“ ہے۔

② احمد بن محمد بن عبدالعزیز ”مجهول“ ہے۔

③ ابن شہاب زہری ”مذلس“ ہیں۔

④ امام فاکھی رحمہ اللہ کے استاذ عبداللہ بن ابوسلمہ کی توثیق نہیں مل سکی۔

الحاصل اس مفہوم کی ساری روایات ”ضعیف“ ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا کعبہ کی چھت پر اذان کہنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں۔

سوال ۲۰: کیا نماز جمعہ کے لیے چالیس یا پچاس افراد ضروری ہیں؟

جواب: نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے چالیس یا پچاس افراد ضروری نہیں، جن

روایات سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے، ان کا تحقیقی جائزہ پیش خدمت ہے:

① سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْجُمُعَةُ عَلَى الْخَمْسِينَ رَجُلًا، وَلَيْسَ عَلَى دُونَ الْخَمْسِينَ جُمُعَةٌ».

”نماز جمعہ پچاس افراد پر فرض ہوتا ہے، پچاس سے کم افراد پر جمعہ فرض نہیں۔“

(سنن الدارقطني: 1580، الكامل في ضعفاء الرجال لابن عدي: 2/135، 136، ت: 335،

المعجم الكبير للطبراني: 244/8)



تبصرہ : یہ روایت سخت ترین ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس کا راوی جعفر بن

زبیر سخت ”ضعیف“ ہے۔ اس کے بارے میں امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

مَتْرُوكٌ . ”یہ متروک راوی ہے۔“ (سنن الدارقطني : 1580)

② سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک روایت یوں ہے :

عَلَى الْخَمْسِينَ جُمُعَةً . ”(کم از کم) پچاس آدمیوں پر جمعہ فرض ہے۔“

(سنن الدارقطني : 1581)

اس روایت کو بیان کرنے والا بھی وہی جعفر بن زبیر ہے، جس کا حال پچھلی روایت کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

الرُّوْيُ فِي هَذَا الْبَابِ حَدِيثٌ فِي الْخَمْسِينَ، لَا يَصَحُّ إِسْنَادُهُ . ”اس بارے میں پچاس آدمیوں والی ایک

حدیث مروی ہے۔ اس کی سند صحیح نہیں۔“ (السنن الكبرى للبيهقي : 179/3)

③ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ :

مَضَتْ السُّنَّةُ أَنَّ فِي كُلِّ ثَلَاثَةِ إِمَامًا، أَوْ فِي كُلِّ أَرْبَعِينَ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ جُمُعَةً، وَأَضْحَى وَفَطَرًا، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ جَمَاعَةٌ .

”یہ سنت رائج رہی ہے کہ تین آدمیوں میں ایک امام ہوتا ہے یا ہر چالیس اور اس سے زیادہ لوگوں پر جمعہ وعیدین مشروع ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ (کم از کم) اتنے لوگ

ہی جماعت کہلاتے ہیں۔“ (سنن الدارقطني : 1579، السنن الكبرى للبيهقي : 177/3)

تبصرہ : اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ عبد العزیز بن عبد الرحمن قریشی

راوی غیر ثقہ اور غیر معتبر ہے۔ اس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

اَضْرَبَ عَلَىٰ أَحَادِيثِهِ، هِيَ كَذِبٌ، أَوْ قَالَ: مَوْضُوعَةٌ.

”اس کی بیان کردہ احادیث کو چھوڑ دو۔ وہ جھوٹی ہیں [یا فرمایا]، وہ من گھڑت ہیں۔“

(العلل بروایة عبد الله بن أحمد: 5419)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب الضعفاء والمترکون (350) میں ذکر کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهُوَ ضَعِيفٌ. ”یہ ضعیف راوی ہے۔“

(السنن الكبرى للبيهقي: 177/3)

نیز فرماتے ہیں: وَهَذَا حَدِيثٌ ضَعِيفٌ، لَا يَنْبَغِي أَنْ يُحْتَجَّ بِهِ.

”یہ حدیث ضعیف ہے۔ اسے دلیل بنانا جائز نہیں۔“ (معرفۃ السنن والآثار: 468/2)

④ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک جھوٹی روایت ہے کہ:

إِذَا بَلَغَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا، فَعَلَيْهِمُ الْجُمُعَةُ.

”جب تعداد چالیس مردوں تک پہنچ جائے، تو ان پر جمعہ فرض ہو جاتا ہے۔“

(التلخیص الحبیر: 623)

تبصرہ: اس کو ذکر کرنے کے بعد حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَلَا أَصْلَ لَهُ. ”یہ بے سرو پا روایت ہے۔“ (أَيْضًا)

⑤ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایت میں ہے:

لَا جُمُعَةٌ إِلَّا بِأَرْبَعِينَ. ”چالیس سے کم افراد پر جمعہ نہیں ہے۔“

(التلخیص الحبیر: 624)

اس کے بارے میں بھی حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بے سند روایت ہے۔

فائدہ ①: نبی اکرم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل سیدنا اسعد بن



زُرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے نواحی علاقے میں جمعہ پڑھایا، وہ چالیس لوگ تھے۔

(سنن أبی داؤد: 1069، سنن ابن ماجہ: 1082، وسندہ حسن)

اس حدیث کو امام ابن جارود (291)، امام ابن خزمیہ (1724) اور امام ابن حبان (7013) رحمہم اللہ نے ”صحیح“ قرار دیا ہے، جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ (281/1) نے اسے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر ”صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ.

”اس کی سند حسن ہے۔“ (التلخیص الحبیر: 625)

اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ چالیس سے کم افراد جمعہ ادا نہیں کر سکتے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اشارہ فرمایا ہے۔ (ایضاً)

فائدہ ۲: ام عبد اللہ دوسیمہ رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ قَرْيَةٍ، وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيهَا إِلَّا أَرْبَعَةٌ».

”جمعہ کی ادائیگی ہر بستی پر فرض ہے، اگرچہ اس میں چار ہی آدمی ہوں۔“

(سنن الدارقطنی: 1592، السنن الکبریٰ للبیہقی: 179/3، مجمع الزوائد: 841/2)

اس روایت کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① معاویہ بن یحییٰ مدنی راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

② معاویہ بن سعید تحبی کی سوائے امام ابن حبان رحمہ اللہ کے کسی نے توثیق نہیں

کی، لہذا ”مجهول الحال“ ہے۔

اس کی متابعت سنن دارقطنی (1593) میں ولید بن محمد موقری نے کی ہے۔ اس حدیث

کو درج کرنے کے بعد امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ولید ”متروک“ راوی ہے۔

فائدہ (۳):

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول منسوب ہے:

أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ الْمَدِينَةَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ جَمَعَ بِهَا يَوْمَ جُمُعِهِمْ، قَبْلَ أَنْ يَقْدَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَصَلَّى بِهِمْ. ”سب سے پہلے جو مہاجرین مدینہ منورہ میں تشریف لائے، ان میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہی وہ پہلے شخص تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے قبل جمعہ کے دن وہاں جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔“

(المعجم الكبير للطبراني 2/267، ح: 733، المعجم الأوسط للطبراني: 6294)

یہ روایت بھی ”ضعیف“ ہے، کیونکہ:

① صالح بن ابوالاخضر راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔

حافظ بیہقی لکھتے ہیں: وَقَدْ ضَعَّفَهُ الْجُمُهورُ.

”اسے جمہور محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے۔“ (مجمع الزوائد: 150/2)

حافظ بوسیری لکھتے ہیں: لَيِّنَهُ الْجُمُهورُ.

”اسے جمہور محدثین کرام نے کمزور قرار دیا ہے۔“ (مصابح الزجاجة: 395)

② اس کی سند میں امام زہری کی ”تدلیس“ بھی موجود ہے۔

اس حدیث سے بھی کسی طرح یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جمعہ کے لیے افراد کی کوئی تعداد معین ہو، جس سے کم افراد جمعہ ادا نہ کر سکتے ہوں۔

اس سلسلے میں تمام اختلاف کرنے والوں کے سارے دلائل کو دیکھ کر حتمی فیصلہ کرتے

ہوئے علامہ، محمد بن علی، شوکانی رحمہ اللہ (1173-1250ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْهَا دَلِيلٌ يُسْتَدَلُّ بِهِ قَطُّ، إِلَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ: إِنَّهَا

تَنْعَقِدُ جَمَاعَةُ الْجُمُعَةِ بِمَا تَنْعَقِدُ بِهِ سَائِرُ الْجَمَاعَاتِ .

”ان میں سے کسی بھی موقف پر کوئی قابل استدلال دلیل نہیں، البتہ یہ موقف دلائل سے مزین ہے کہ نماز جمعہ کی جماعت اتنے افراد کی موجودگی میں ہو جائے گی، جتنے افراد کی موجودگی میں باقی نمازوں کی جماعت ہو جاتی ہے۔ (السیل الجرار، ص: 182)

علامہ، ابو عبد الرحمن، محمد ناصر الدین، البانی رحمۃ اللہ علیہ (1332-1420ھ) فرماتے ہیں:

هَذَا هُوَ الصَّوَابُ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى .

”یہی بات درست ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!“ (سلسلة الأحادیث الضعيفة: 1204)

سوال (۲۱): قرآن مجید کو بوسہ دینا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں، کیونکہ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ سلف صالحین میں سے بھی کسی سے یہ عمل منقول نہیں، جیسا کہ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الْقِيَامُ لِلْمُصْحَفِ وَتَقْيِيلُهُ؛ لَا نَعْلَمُ فِيهِ شَيْئًا مَّأْثُورًا عَنِ السَّلَفِ .

”قرآن کریم کے لیے قیام اور اس کو چومنے کے بارے میں سلف سے منقول کوئی روایت ہمارے علم میں نہیں۔“ (الفتاویٰ الكبرى: 49/1، مجموع الفتاویٰ: 65/23)

بعض لوگ حجر اسود کے بوسے پر قرآن مجید کے بوسے کو قیاس کرتے ہیں، لیکن ان کا یہ قیاس فاسد ہے، کیونکہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا تھا:

لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ .

”اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا، تو کبھی تجھے

بوسہ نہ دیتا۔“ (صحیح البخاری: 1610، صحیح مسلم: 1270)

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بوسہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں دیا تھا، نیز یہ بھی